مولانا محمد اکرم مدنی
مدرس جامعہ سلفیہ

ترجمۃ القرآن الکریم

عفو و درگزر اور جاہلوں سے اعراض

قال اللہ تعالیٰ: خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين (الاعراف:۱۹۹)

ترجمہ: عفوودرگزر کو اختیار کیجئے۔ نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔ سورہ حجر آیت ۸۵ میں اللہ کا فرمان ہے: فاصفح الصفح الجميل ۔ کہ اچھے طریقے سے درگزر کیجئے۔ نیز سورۃ النور میں اللہ کا ارشاد گرامی ہے۔ وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم (۲۲) چاہئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے۔ نیز سورۃ آل عمران آیت: ۱۳۴ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے: والعافين عن الناس والله يحب المحسنين (اللہ کے متقی بندے) لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مذکورہ آیات اور دیگر متعدد آیات میں اللہ رب العزت نے ایک نہایت اہم اخلاقی ہدایت کا اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے۔ اور یہ ہدایت صرف آپ کی ذات اقدس کیلئے مخصوص نہیں بلکہ امت کے ہر ایک فرد کیلئے ہے۔ اور مذکورہ آیات کی تفسیر میں رسول کریم ﷺ کا طرز عمل اور آپ کا اسوہ حسنہ پیش خدمت ہے۔ تاکہ ہم اپنے کردار اور اخلاق کا جائزہ لے سکیں کہ کیا واقعۃً ہمارے اندر بھی ہر اخلاقی صفت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ حضرت امام نوویؒ نے ریاض الصالحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔ کہ انہوں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کیا آپ پر (غزوہ) اُحد والے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آیا؟ آپ نے فرمایا میں نے تیری قوم سے بہت تکلیف اٹھائی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس عقبہ والے دن پہنچی جب میں نے اپنے آپ کو (اسلام کی دعوت کیلئے) ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا (جو طائف کا ایک بڑا سردار تھا) اس نے میری دعوت کو جو میں چاہتا تھا قبول نہیں کیا تو میں وہاں سے سخت پریشان ہوکر نکلا۔ قرن ثعالب پر پہنچ کر مجھے کچھ افاقہ محسوس ہوا تو میں نے سر اٹھایا تو ناگہاں ایک بدلی نے مجھے پر سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ بات سن لی جو انہوں نے آپ سے کی اور وہ بھی جو انہوں نے آپ کو جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں پر مقرر فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ اسے ان لوگوں کے بارے جو حکم چاہیں دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو جو آپ سے ہوئی سن لی۔ اور میں پہاڑوں پر مقرر فرشتہ ہوں۔ مجھے میرے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے اپنے معاملہ میں حکم دیں۔ پس آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں تو میں انہیں دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ایسا نہ کرو) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (ریاض الصالحین، متفق علیہ، باب العفو والاعراض عن الجاہلین)

مذکورہ حدیث میں نبی رحمت ﷺ کے عظیم الشان اخلاق اور کردار کا نمونہ موجود ہے جو کہ دعاۃ حق اور داعیان کتاب وسنت کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ آپ ﷺ ایذا پہنچانے والوں اور جاہلوں سے درگزر فرماتے اور اپنی ذات کیلئے انتقام نہ لیتے اور دعوت دین کے راستہ میں آنے والی تکالیف صبر وحوصلے کے ساتھ برداشت کرتے۔ اور ان پر مشتعل نہ ہوتے بلکہ ان کے حق میں دعائے ہدایت فرماتے۔ اس میں قیامت تک کیلئے داعیان دین کیلئے راہنمائی اور بہترین اسوہ ہے۔ دعوت وتبلیغ کا کام پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا راستہ ہے اس میں داد وتحسین کی بجائے لعن وملامت اور خشت زنی حصے میں آتی ہے اس لئے صبر وتحمل اور ضبط وبرداشت اور عفوودرگزر سے کام لینا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول رحمت ﷺ کا اسوہ حسنہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ترجمۃ الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق

عن عائشة رضى الله عنها قالت: ما خير رسول الله ﷺ بين امرين قط الا اخذ ايسرهما ما لم يكن اثما، فان كان اثما كان ابعد الناس منه وما انتقم رسول الله ﷺ لنفسه في شيء قط الا ان تنتهک حرمة الله فينتقم لله تعالیٰ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار فرمایا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔ اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ اس سے سب لوگوں سے زیادہ دور بھاگنے والے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کسی معاملہ میں کبھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمت کو توڑا (حرام کاموں کا ارتکاب کیا) جارہا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کیلئے آپ انتقام لیتے (اس کے مرتکب کو سزا دیتے اور مواخذہ فرماتے) (بخاری ومسلم)

قارئین کرام: مذکورہ بالا حدیث میں دیگر باتوں کے علاوہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان اخلاق اور کردار کا تذکرہ ہے۔ کہ آپ نے کبھی اپنی ذات اور نفس کیلئے انتقام نہیں لیا۔ اس کے ساتھ آپ کی دینی غیرت وحمیت کا بھی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی پامالی آپ کیلئے ناقابل برداشت تھی اور آپ اسکے مرتکب کو ضرور سزا دیتے۔ آپ کے اس طرز عمل سے اخلاقی حدود کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ کی حدود کو توڑنے والے کو معاف کر دینا حسن اخلاق نہیں بلکہ یہ دینی بے غیرتی ہے دنیوی کوتاہیوں سے عفوودرگزر یقیناً حسن اخلاق ہے لیکن دینی کوتاہیوں میں درگزر کی اجازت نہیں۔ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اخلاق وکردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔